۴۷

امامیہ مشن لکھنؤ کا سینتالیسواں تبلیغی رسالہ

ذوالجناح

مصنفہ

حضرت فخر المحققین سید العلماء مولانا السید علی نقی صاحب قبلہ

دام ظلہ العالی مجتہد العصر

مطبوعہ سرفراز قومی پریس لکھنؤ

قیمت ۲ر محصول ار

امامیہ مشن لکھنؤ کی سینتالیسویں دینی خدمت

یادش بخیر انجمن اثنا عشریہ (رجسٹرڈ) نئی دہلی کی مخصوص فرمائش پر جناب سید العلماء دام ظلہ سرپرست امامیہ مشن نے یہ رسالہ تحریر فرمایا تھا جسے انجمن مذکور نے محرم ۱۳۵۵ھ میں چھپوا کر عظیم الشان جلوس ذوالجناح میں جو اُس زمانہ میں نئی دہلی سے نکلتا تھا تقسیم کیا تھا۔

چونکہ یہ رسالہ اپنی نوعیت میں بے نظیر حیثیت رکھتا ہے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کو امامیہ مشن سے دوبارہ شائع کر کے اس کے بقاء دوام کا سامان کر دیا جائے چنانچہ انجمن مذکور کے ذمہ دار حلقہ سے اس کی اجازت حاصل کر کے اس کو پہلے محرم ۱۳۵۶ھ میں شائع کیا گیا اور اب اُس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جاتا ہے۔

ضرورت ہے کہ تمام اُن مقامات پر جہاں جلوس ذوالجناح کے متعلق غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اور اس کو سبب افتراق قرار دیا جاتا ہے اس رسالہ کی ہزاروں کاپیاں تقسیم کی جائیں اور اس جلوس کی حقیقی نوعیت کو ظاہر کیا جائے۔ والسلام

خادم ملت
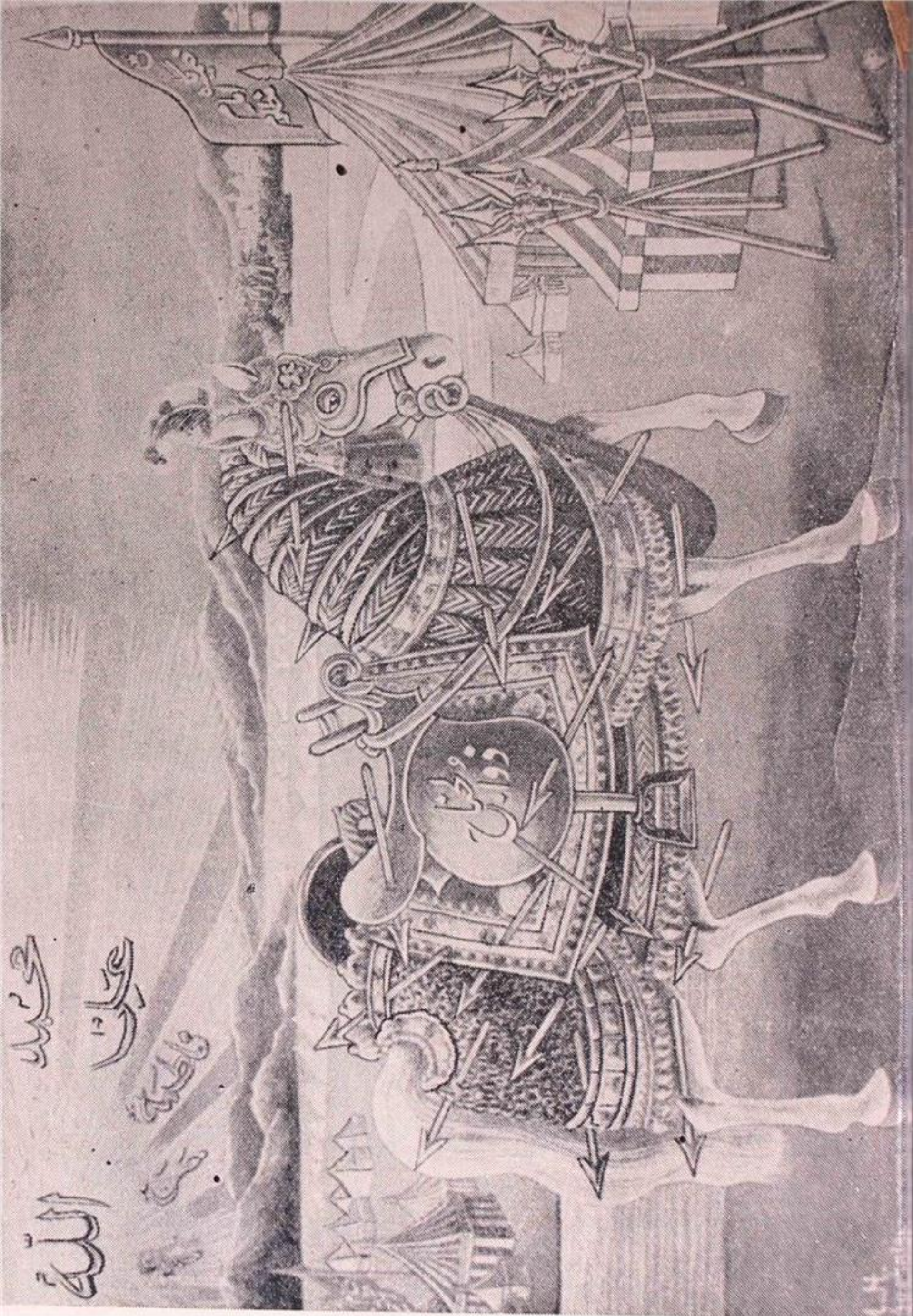
اللہ
محمد
علی
فاطمہ
ذوالجناح

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علیٰ سید المرسلین

والہ الطیبین الطاہرین

جس طرح آدم کی اولاد میں خدا نے ایسے انسان پیدا کئے جو اپنی قابل قدر خصوصیتوں کے سبب سے دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنا نام چھوڑ جائیں اُسی طرح عالم کائنات میں دوسری قسم کی چیزوں کے اندر بھی ایسے ایسے نمونے خلق کئے ہیں جن کے اعلیٰ صفات اُس جنس کے لئے فخر و ناز کا سبب بن سکیں۔

قدر دانی ہر چیز کی اُس کے لحاظ سے ہونا چاہئے۔ ہر گزشتہ چیز جس سے ایسے واقعات کا تعلق ہو جو آئندہ نسل انسانی کے لئے سبق دینے والے ہوں وہ اس کی حقدار ہے کہ اُس کی یاد ہمیشہ تازہ رکھی جائے۔

قدر کے قابل صفت ہر شے میں قدر کے قابل ہے۔ اس میں کسی مذہب و ملت کی تفریق نہیں ہے۔ ایک دریا دل صاحب جود و سخا انسان اپنی خصوصی صفت کے باعث ہر انسان کی محبت کا سبب ہے۔ ایک سچائی پر جان دینے والا اپر جگر شخص ہر انسان کی عقیدت کا مرکز ہوتا ہے ایک نیک دل خوش اخلاق آدمی کی ہر ایک تعریف کرے گا یہ تمام

انسانی اوصاف ہیں جن کا قدر دان ہر انسان ہے۔ یہ چیزیں مذہب و ملت کے تفرقہ سے بالکل علیحدہ ہیں۔

اسی طرح غیر انسانی جانداز مخلوق میں امتیازی صفات ہر شخص کی توجہ کا باعث ہو سکتے ہیں۔ مہذب اور متمدن جماعتیں یادگار قائم کرتی ہیں اور یاد تازہ رکھتی ہیں۔ اُن جانوروں کی بھی جو کسی اہم واقعہ میں کوئی نمایاں حیثیت رکھتے ہوں۔

آگرہ کے شاہی قلعہ کے باہر سیاح کو گھوڑے کا مجسمہ ضرور نظر آئے گا۔ سینہ تک زمین کے اندر اور صرف سر و گردن اُس کی باہر نمایاں ہے۔ اُس کو جستجو ضرور دریافت کرنے پر مجبور کرے گی "یہ گھوڑا کیسا ہے" اُسے معلوم ہوگا کہ یہ گھوڑا ایک بہادر شیر دل انسان کو قلعہ کی بالائی فصیل پر سے لیکر پھاندا تھا۔ اور سینہ تک ریگ میں دھنس گیا تھا۔

اس سے انسانی ہمت پر کیا اثر پڑتا ہے؟ انسان کے دل پر کون سا نقش قائم ہوتا ہے؟ انسان کو کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟ بہر حال ایسا ہی کچھ تھا جسے بطور یادگار مجسمہ کی صورت میں قائم رکھنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔

کم از کم خود انسان کی قدر شناسی ہی ثابت ہوگی کہ وہ جانور کی بھی قدر کرتا ہے اگر اُس سے کوئی نمایاں واقعہ رونما ہو جائے۔

اخبار بیں طبقہ بے خبر نہیں ہوگا اُن واقعات سے جو روزانہ دوسرے ممالک میں ہوتے رہتے ہیں، جہاں معلوم ہوتا ہے کہ حیوان بھی قدر کے قابل ہو سکتا ہے اور انسان کی انسانیت اُس کی قدر شناسی پر مجبور ہو جاتی ہے

حیوانی نسل میں ایسی مخلوق کی کمی نہیں ہے جو اپنی جنس کے اعتبار سے بلند صفتوں کی حامل ہو۔ ایک کُتّا جو حیرت انگیز وفاداری کا اظہار کرتا ہے اس قابل سمجھا جاتا ہے کہ اُس کے مرنے پر اظہار غم والم کے لئے ہزاروں روپئے صرف کر دیئے جائیں، جلسے ہوں اور اظہار رنج کیا جائے جاپان کے ملک کا یہ واقعہ ابھی کچھ زیادہ دور نہیں ہوا ہے۔

مذہبی روایات میں اصحاب کہف کے کُتّے کا قرآن مجید تک میں ذکر موجود ہے اور وہ بھی اُن ہی خصوصیتوں میں شریک کیا گیا جو اصحاب کہف کے لئے حاصل ہیں، وہ جدید دنیا کی جدید تہذیب کا کارنامہ تھا اور یہ قدیم تاریخ کا قدیمی ورق۔

ایک مدت تک عیسائیوں کے گرجاؤں میں اُس گدھے کی تعظیم ہوئی ہے جو حضرت عیسیٰؑ کی سواری کے حیوان کا اُن کے یہاں سمجھا جاتا تھا۔

اسلام میں اُس دنبہ کی یادگار قائم کی گئی جو حضرت ابراہیمؑ کے پاس اُن کے فرزند اسمٰعیلؑ کے فدیہ قربانی کے لیے آیا تھا اور ہمیشہ کے لیے بقرعید میں قربانی کا حکم دیکر اُس کی شبیہ بنانے کا قانون جاری کر دیا۔

مسلمانوں کے سواد اعظم نے اُس اونٹ اور محمل کی یادگار قائم کی جس پر اُم المومنین عائشہ سوار ہوئی تھیں اور اب تک مصر سے جو عربی تہذیب و تمدن کا گہوارہ بنا ہوا ہے وہ محمل مکہ معظمہ بھیجی جاتی رہی ہے۔

ہندو قوم تو برابر جانوروں کی قدر شناس رہی ہے، وہ ہر اُس جانور کو جس سے نوع انسان کو فوائد پہنچے ہیں قدر کی نگاہ سے اس حد تک دیکھتی ہے جسے پرستش کی حد تک سمجھا جا سکتا ہے۔

اگرچہ پرستش غیر اللہ کی جائز نہیں ہے مگر انسان کو گزشتہ واقعات کی یاد تازہ رکھنے کے لیے ضرورت ہے کہ وہ ان تمام چیزوں کی یاد باقی رکھے جن کے ساتھ ان واقعات کا تعلق ہے۔

عیسائیوں نے غیر جان دار چیز، وہ سولی جس پر حضرت یسوع مسیح کو اُن کے خیال میں چڑھایا گیا ہے آج تک صلیب کی شکل میں قائم رکھی ہے جو ہر گرجا میں موجود رہتی ہے اور ہر عیسائی کی گردن میں آویزاں۔

اسلامی روایات میں حضرت ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ (مقام ابراہیم) مصلےٰ قرار دیا گیا کہ وہاں لوگ نماز پڑھیں، وہ پانی جو عین اسمٰعیل کے پیاسے جاں بلب ہونے کی حالت میں نمودار ہوا تھا چاہ زمزم کے نام سے انتہائی متبرک قرار دیا گیا، کوہ صفا اور مروہ کو جہاں حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں سرگرداں پھری تھیں سعی کا محل بنا دیا گیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ارکانِ

جن میں شبہیں قائم کی گئی ہیں اُن گزشتہ واقعات کی جو اہم ہستیوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

وہ واقعات زندہ رکھنے کے قابل ہیں جو نسل انسانی کے لیے اچھے اچھے سبق دیتے ہوں، جو دل میں رحم و کرم کا جذبہ پیدا کرتے ہوں، جو وفاداری اور جفاکشی کی قدر بتلاتے ہوں۔

یہ واقعات وہ ہوتے ہیں جو اگرچہ کسی خاص قوم یا جماعت ہی میں واقع ہوئے ہوں لیکن ان کا مفاد اور نتیجہ تمام نسل انسانی کے ساتھ یکساں حیثیت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے ان میں ہرگز کوئی تفریق نہیں ہونی چاہیے۔ وہ ہرگز فرقہ وارانہ حیثیت نہیں رکھتے اور نہ فرقہ بندی کا باعث ہوتے ہیں۔ اگر انھیں فرقہ بندی کے طور پر ادا کیا جائے تو یہ کسی خاص جماعت کی غلطی ہوگی جس سے خود واقعہ کی افادی حیثیت اور ہمہ گیری کو نقصان پہنچے گا۔ اس لیے خود واقعہ اس طرز عمل کا شاکی ہوگا۔
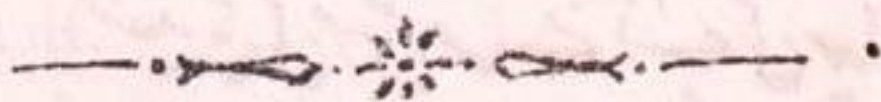
کربلا کا اہم واقعہ جو ۶۱ھ ہجری میں دسویں تاریخ محرم کو رونما ہوا وہ اگرچہ مذہبی روایات کے اعتبار سے ایک خاص جماعت

یعنی مسلمانوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے لیکن حقیقتاً وہ اپنے نتائج کے اعتبار سے تمام دنیا کی تاریخ کا ایک اہم سبق آموز صحیفہ ہے۔ وہاں تمام انسانی اوصاف و فضائل عملی طور پر پیش کیے گئے تھے وہاں رحم و کرم، اخلاق و مروت، ثبات قدم اور استقلال، تحمل و ضبط نفس، ایثار اور ہمدردی، حق پروری اور حقیقت کوشی۔ یہ سب اور ان کے علاوہ تمام انسانی مکمل صفات تھے جو مجسم طور پر سامنے لائے گئے۔

اس لئے ہرگز کربلا کے واقعہ کی یادگار قائم کرنے اور اس واقعہ سے صحیح سبق حاصل کرنے کے تنہا مسلمان حقدار نہیں ہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان اس واقعہ کے اہم نکات اور تعلیمات سے بہرہ مند ہونے کا موقع رکھتے ہیں۔

حسینؑ کی ذات دنیا کے لیے نقطۂ اتحاد ہے حسینؑ کی ذات عالم کے لئے مرکز اجتماع ہے حسینؑ کی ذات تمام دنیائے انسانیت کے لیے پیغام حیات ہے حسینؑ کی ذات تمام نسل بشری کے لیے سامان نجات ہے۔

دنیا ہزاروں مسلکوں میں اختلاف رکھے، آپس میں دست و گریبان ہو، مگر جب شہید کربلا حسینؑ کی ہستی سامنے آئے گی یہاں آکر وہ تمام افتراق دور ہو جائیں گے۔ یہاں اختلاف کی گنجائش نہ ہوگی۔ کسی مذہب کا ماننے والا ہو کسی ملت کا پیرو ہو مذہب سے کام نہیں بالکل

لا مذہب انسان ہو طبیعی ہو، نیچری ہو، دہری ہو، جو بھی ہو لیکن اگر سینہ میں دل اور دل میں احساس رکھتا ہے تو واقعۂ کربلا سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ حسینؑ کی ذات تمام اختلافات سے بالاتر ہے۔ شیعوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کہیں کہ حسینؑ صرف ہمارے ہیں مسلمانوں کو حق نہیں وہ یہ کہیں کہ حسینؑ صرف ہمارے ہیں حقیقۃً حسینؑ تمام دنیائے انسانیت کے ہیں۔ انھوں نے وہ کام کیا جس نے مٹتی ہوئی انسانیت کے نقوش کو ابھار دیا جس نے دم توڑتی ہوئی انسانیت کو نئے سرے سے زندہ کر دیا جس نے انسانیت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچا دیا۔ انھوں نے اپنی جان دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہ نمونہ قائم کر دیا جس کی پیروی ہمیشہ کے لیے معیار انسانیت رہے گی۔

یقیناً ایسے اہم واقعہ کی یادگار قائم کرنا ہر اُس صورت سے جو اس واقعہ کی یاد باقی رکھنے میں مفید ثابت ہو سکے ایک اہم انسانی فرض ہے

کربلا میں جس طرح حسینؑ ابن علیؑ کے ساتھی انسانوں نے وہ کارنمایاں کیے جس کی مثال صفحہ تاریخ پر نہیں مل سکتی اسی طرح دوسرے ذی روح مخلوق یعنی جانور کو بھی یہ فخر ہے کہ اُس نے اخلاص

وفا کا ایسا نمونہ پیش کیا جو تاریخ میں یادگار رہے گا۔

وہ حسینؑ کا گھوڑا جو "ذوالجناح" کے نام سے موسوم تھا اُس نے اپنے مالک کا ساتھ اُس آخری وقت تک دیا جب کہ کوئی معین و مددگار، کوئی خبر گیر، خبر رساں باقی نہ تھا۔

کسے نہیں معلوم کہ کربلا میں فرزندِ رسولؐ کے لیے پانی کا قحط ہو گیا تھا۔ بھلا کون کہہ سکتا ہے کہ چھوٹے بچوں کے لئے جس میں علی اصغرؑ کا سا شیر خوار بھی ہو لب تر کرنے کے لیے پانی نہ موجود ہو تو گھوڑے پانی سے سیراب کیے جا سکتے ہوں گے؟

ہرگز نہیں، اگر بچوں کے لیے سب سے آخری قطرہ پینے کے پانی کا صرف ہو سکتا ہے تو گھوڑے اُس کے قبل سے پیاسے ہوں گے۔ اِس کے بعد صبح سے سہ پہر کے وقت تک برابر سید الشہداؑ کو عرب کی تیز دھوپ گرم ہوائیں خیمہ گاہ سے میدان جنگ تک (جو کافی دور تھا) آنا اور جانا، ہر عزیز کی رخصت کے وقت خیمہ کے پاس ہونا، اور جانکنی کے وقت میدان جنگ میں اُس کے سرہانے۔ یہ تمام آمد و رفت گھوڑے کی پشت ہی پر ہوتی تھی۔ پھر حملے، لڑائی اور وہ قیامت خیز لڑائی جس کی مثال تاریخ میں نہیں ہے۔

سب سے پہلے آغاز جنگ تیروں کی بارش ہی سے ہوا تھا۔

اس کے بعد ظہر سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے جب تمام یزیدی فوج نے مجموعی طور پر تیروں کی بارش کی ہے اور ہزاروں تیروں کی باڑھیں ایک ساتھ چلی ہیں تو تاریخ گواہ ہے کہ اس کی سب سے بڑی زد گھوڑوں ہی پر ہوئی تھی۔ چنانچہ فوج حسینی کے زیادہ گھوڑے اس میں پے ہو گئے اور اکثر سوار پیادہ ہو گئے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس وقت "ذوالجناح" کو کوئی زخم نہیں آیا۔

وہ وقت کہ جب ہزاروں کی فوج کے سیلاب میں ایک تنہا حسینؑ ڈوبتے تھے اور دشمنوں کو منتشر کر کے باہر آتے تھے نیزوں کے حملے بھی تھے اور تلواریں بھی، تیر بھی تھے اور تبر بھی اُس وقت کیا گھوڑا حسینؑ کا محفوظ تھا؟ اور کیا دشمنوں کے گھبرائے ہوئے حربے جو بیتابی کے عالم میں پڑتے تھے وہ مرکب کو صاف بچا لیجاتے تھے؟

جنگ کا واقفکار یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ اس عظیم الشان جنگ میں گھوڑا حسینؑ کا ایک بہادر جاں نثار اور ایک وفاشعار معین و مددگار کا کام انجام دے رہا تھا۔ وہ یقیناً دشمنوں کو زد پہ لاتا تھا، وار خالی کرتا تھا اور گرے ہوئے دشمن کو روندتا بھی تھا اور خستہ بھی کرتا تھا۔

اس گیرودار، اس جنگ وجدال، اس ہنگامۂ قتال میں، گھوڑے کی پیاس، اُس کے سینہ کا التہاب، اُس کے جگر کی سوزش اُس کے احساس سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر وہ وقت یادگار ہے کہ جب فوج سے میدان صاف ہوا، فرات کا دامن بالکل خالی ہوگیا حسینؑ نہر کے قریب آئے۔ گھوڑا اپنا نہر میں ڈال دیا اور یہ کہا یا اپنے طرزِ عمل سے ثابت کیا کہ "اے میرے باوفا تو بہت پیاسا ہوگا یہ پانی موجود ہے اپنی پیاس بجھالے" اُس وقت کوئی نہیں، فرات کی موجیں گواہی دیں گی، ساحل فرات شہادت دے گا کہ گھوڑے نے اپنی گردن اُٹھالی تھی، اپنا سر بلند کر لیا تھا، اپنا منہ بند کرلیا تھا، مطلب یہ تھا کہ میں ہرگز پانی نہیں پیوں گا، جب تک آپ اس پانی سے سیراب نہ ہوں۔ حسینؑ نہر سے باہر نکل آئے اور گھوڑا ابھی پیاسا نکلا۔

اب وہ وقت آیا کہ جب گھوڑے کی تمام کوشش جنگ ختم ہو چکی، جب اُس کی پُشت اُس کے راکب سے خالی ہو گئی، جب اُس کے مالک کو چاروں طرف سے خون آشام دشمنوں کی تلواروں نے گھیر لیا۔ اُس وقت اُس کے لیئے حسینؑ کی سب سے بڑی خدمت

کا وقت آیا۔ اُس وقت اُس نے وہ کام انجام دیا جو اُس کے لیے مخصوص ہو گیا۔

اُس نے احساس کیا کہ اب مداخت کا کوئی موقع باقی نہیں ہے۔ جنگ کا میدان دشمنوں سے بھرا ہے، اور یہاں کوئی دوست نہیں ہے، وہ ابھی جاں نثاری و جانفروشی کر رہا تھا جہاد کے راستہ میں حسینؑ کا ساتھ دے رہا تھا۔ لیکن اب جبکہ اُس کا راکب اپنی منزل تک پہونچ گیا۔ جب کہ راستہ کی مسافت ختم ہو چکی، جب کہ سواری کا کوئی سوال باقی نہیں ہے تو اُس نے خود اپنے اس فرض کا احساس کیا کہ وہ بے کس و بے بس عورتوں کو جو خیموں میں اپنے والی و وارث کی خبر کی منتظر تھیں جا کر اپنے مالک کی خبر پہنچا دے۔

اُس نے اپنی پیشانی خون میں تر کی، وہ سیدھا خیمہ حسینؑ کے دروازہ پر پہونچا۔ اُس نے ہنہنا کر اپنی آواز اندر پہنچائی۔ منتظر سیدانیاں اُس کی آواز کو سنتے ہی دروازہ پر آ گئیں۔ وہ دیکھا جو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اُس کا خالی زین، اُس کی رنگین پیشانی اُس کی کٹی ہوئی باگیں، اُس کا زخمی جسم، اُس کے جسم میں پیوست تیر وہ سب کچھ کہہ رہے تھے جس کی خبر دینے کو وہ دروازہ پر آیا تھا۔

یہ تھی آخری خدمت جو "ذوالجناح" نے انجام دی
اور یہ ہے وہ یادگار واقعہ جو اس یادگار جانور کے ساتھ تعلق
رکھتا ہے۔ یہی وہ یادگار ہے جو حسینؑ ابن علیؑ کی عزاداری
کے سلسلہ میں "ذوالجناح" کی شبیہ نکال کر قائم کیجاتی ہے۔
"ذوالجناح" زندہ ہے جب تک حسینؑ
کا نام زندہ ہے۔ اپنے راکب کی بدولت وہ بھی ہمیشہ
زندہ رہے گا اور اُس کی یاد ہمیشہ قائم رہے گی۔

واقعۂ کربلا پر لٹریچر

نمبر شمار	نمبر کتاب	نام رسالہ	قیمت	محصول ڈاک
		اردو رسائل		
۱	۱	قاتلانِ حسینؑ کا مذہب	۶ر	۲ر
۲	۳۰	محاربۂ کربلا	۳ر	ار
۳	۴۰	اثباتِ عزاداری	۶ر	۲ر
۴	۴۸	شہدائے کربلا حصہ اول	۶	۲ر
۵	۵۵	شہدائے کربلا حصہ دوم	۷	۲ر
۶	۶۳	شہدائے کربلا حصہ سوم	۶ر	۲ر
۷	۷۰	اسیریٔ اہلِ حرم	۳ر	ار
۸	۷۵	مظلومِ کربلاؑ	۳ر	ار
۹	۱۱۳	عزائے حسینؑ پر تاریخی تبصرہ	۱۴ر	۲ر
۱۰	۱۳۰	سامانِ عزا	۲ر	ار
۱۱	۱۴۰	شجاعت کے مثالی کارنامے	۴ر	ار
۱۲	۱۵۸	علمدارِ کربلا	۲ر	ار
۱۳	۱۵۹	معصوم شہزادی	۲ر	ار
۱۴	۱۶۰	صدیقۂ صغریٰؑ	۲ر	ار
۱۵	۱۶۱	شیرخوار مجاہدؑ	۶ر	ار
۱۶	۱۶۲	ازواجِ حسینؑ	۷ر	ار
۱۷	۱۶۵	ہلاکت و شہادت	۳ر	ار
۱۸	۱۷۰	بین الاقوامی شہیدِ اعظم حسینؑ ابنِ علیؑ	ار	ار
۱۹	۱۷۱	منازلِ آلام (حالاتِ سفرِ اہلبیت)	۵ر	ار

نمبر شمار	نمبر کتاب	نام رسالہ	قیمت	محصول ڈاک
		انگریزی رسائل		
۲۰	۵۰	حسینؑ ان دی پلین آف کربلا	۲ر	ار
۲۱	۶۵	دی لاسٹ میسج آف حسینؑ	۳ر	ار
۲۲	۷۶	دی مارٹر آف کربلا	۲ر	ار
۲۳	۹۹	امام حسینؑ میسج ٹو دی نیشن	۲ر	ار
۲۴	۱۳۸	محرم	۲ر	ار
۲۵	۱۶۷	آفٹر کربلا	۴ر	ار
۲۶	۱۶۸	مارٹر انٹرنیشنل	۲ر	ار
		ہندی رسائل		
۲۷	۱۱۸	محرم کا سامان	۳ر	ار
۲۸	۱۴۱	حسینؑ اور ہندوستان	۳ر	ار
۲۹	۱۶۶	کربل نگری	۴ر	ار
۳۰	۱۶۹	مہان انترراشٹریہ شہید	۲ر	ار
		دیگر رسائل		
۳۱	۸۲	حسینؑ کا پیغام عالمِ انسانیت کے نام (گجراتی)	۳ر	ار
۳۲	۸۳	حسینؑ کا پیغام عالمِ انسانیت کے نام (سندھی)	۳ر	ار
۳۳	۸۵	حسینؑ کا پیغام عالمِ انسانیت کے نام (بنگلہ)	۳ر	ار

چندہ ممبری کی تفصیل :-

۱- سرپرستان ادارہ	کم از کم پانچ سو روپیہ یکمشت
۲- مربیان ادارہ	کم از کم سو روپیہ یکمشت
۳- ارکان دوامی (لائف ممبر)	کم از کم پچاس روپیہ یکمشت
۴- ارکان خصوصی	کم از کم پانچ روپیہ سالانہ
۵- ارکان عمومی	کم از کم ایک روپیہ سالانہ

سرپرستان و مربیان کی خدمت میں رکنیت سے قبل و بعد کے تمام رسائل بلا طلب و بلا قیمت ارسال ہوتے رہتے ہیں۔

ممبران دوامی کی خدمت میں ممبری کے بعد شایع ہونے والے تمام رسائل بلا طلب و بلا قیمت ارسال ہوتے ہیں اور قبل کے رسائل اگر خریدنا چاہیں تو صرف نصف قیمت لی جاتی ہے۔

ممبران خصوصی کی خدمت میں بھی ممبری کے بعد شایع ہونے والے تمام رسائل بلا طلب و بلا قیمت ارسال ہوتے ہیں مگر قبل کے رسائل کی پوری قیمت لیجاتی ہے

ممبران عمومی کو ممبری کے بعد شایع ہونے والے تمام رسائل بشرط طلب صرف نصف قیمت پر دیئے جاتے ہیں اور سابقہ رسائل اگر خریدنا چاہیں تو پوری قیمت چارج کیجاتی ہے

(فارم ممبری اور فہرست رسائل وغیرہ طلب فرمانے پر فوراً ارسال خدمت ہوں گے)

الداعی الی الخیر

سید ابن حسین نقوی - آنریری سکریٹری امامیہ مشن - نخاس - لکھنؤ